رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

سلسلہ عالیہ ... کا پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

چہ گویم با تو گر آئی بجہاد در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

الحکم ہفتہ وار

قادیان دور جدید

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست

ناظرین الحکم کو

عید مبارک

مدیر اعلیٰ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

قیمت فی پرچہ ۲/

جلد ۴۰ | مؤرخہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۳۷ء یوم یکشنبہ | نمبر ۶

میرے مشاہدات اور تاثرات

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سالانہ جلسہ

(۵)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ۞ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

اس جلسہ سالانہ پر جو چیز سب سے زیادہ جاذب نظر تھی وہ وہ وجود تھا جس کی قوت قدسی کا مظاہرہ دیکھ کر میں حیران ہوگیا۔ یہ ساری مخلوق اُس کے مُنہ کے کلام کی بھوکی نظر آتی تھی میں نے لوگوں کے حال وقال کو دیکھا کہ وہ اک نظر بھر دیکھ لینے سے سیری محسوس کرنے لگتے تھے۔ میں نے اسے جلال اور جمال کے حلّوں میں ملبوس دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ جدھر اپنی نگاہ اُٹھاتا تھا لوگ بسمل ہوئے جاتے تھے۔ اور جس طرف اس کا رُخ ہوتا تھا قلوب مسخر ہوتے چلے جاتے تھے

میں نے اسے اس دفعہ ایک اور ہی شان کے ساتھ دیکھا۔ میں نے اس کے چہرہ سے تجلیات اور انوار کی چمک دیکھی۔ میری آنکھوں کے سامنے خدا تعالیٰ کی وحی کے الفاظ بجلی کی سی روشنی میں چمکتے ہوئے آگئے۔

كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

مَیں نے دیکھا کہ واقعی زمین الٰہی تجلیات سے اس پاک باز کے زمانہ میں یوں بھر گئی۔ گویا کہ خدا تعالےٰ خود اپنے جلال کے اظہار کے لئے دنیا کے سامنے آگیا۔ دُنیا کے کونے کونے میں توحید پھیل گئی۔ اور صدیوں کے مُردے مادیّت اور دہریّت کی قبروں سے نکل کر کھڑے ہوگئے۔ گویا کہ صور اسرافیل پھونکا گیا۔ اور قرنا کی آواز نے حشر اجساد کی صورت پیدا کر دی۔

اس کی روحانی قوت نے وہ کام کیا کہ اندرونی دشمنوں کو ناکام کر دیا۔ اور منافقوں کو پاش پاش کر دیا۔ اور عدوان اسلام کے مُنہ بند کر کے ان کے قلعوں پر حملہ آور ہوگیا اس کے بھیجے ہوئے پیامبر مشرق اور مغرب میں پھیل گئے۔ انہوں نے چلتے ہوئے گولوں بہتے ہوئے خونوں میں۔ دہکتے ہوئے انگاروں میں کھڑے ہو کر نعرہ حق لگایا اور کہا

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

اس نے سمندروں اور خشکیوں میں پہاڑوں اور میدانوں میں جنگلوں اور ویرانوں میں قصبوں اور شہروں میں توحید کا علم بلند کیا۔ اور شرک کی بیخ کنی کی ہندوستان جیسے ملک میں جہاں مردنی اور جمود کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ وہاں زندگی کی ایک ایسی لہر پیدا کر دی کہ آج ہندوستان کی سیاست کے میدان میں اگر کوئی حرکت ہے تو احمدیت کے نام سے۔ اور اگر مذہب کے میدان میں کوئی حرکت ہے تو احمدیت کے نام سے۔ اور اگر اخبارات میں زندگی ہے تو احمدیت کی وجہ سے اور سوسائٹیوں میں کہیں جان ہے تو احمدیت کی وجہ سے۔

الغرض

اس عظیم الشان انسان کی قوت قدسی نے جو حرکت پیدا کی وہ مجھے عالمگیر حرکت بن کر نظر آنے لگی

(باقی آئندہ)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا

شرح درّثمین فارسی

از جناب قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی اے

(گذشتہ سے پیوستہ)

آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است
ہمچو طفلے پروریدہ دربرے

وہ جس کو خدا تعالےٰ کی عنایتوں نے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور ایک بچہ کی طرح اپنی گود میں پالا ہے۔

یعنی اُس پر خدا نے اس قدر مہربانیاں فرمائیں اور اپنی عنایات سے اس قدر وافر حصّہ اس کو عطا فرمایا کہ وہ بےاختیاری طور پر خدا کی طرف کھنچ گیا۔ اُس کی زندگی ایک معصوم بچے کی طرح پاک تھی۔ اور خدا نے اس کو اپنی رحمت اور فضل کی گود میں پالا۔ اور یہی وجہ تھی کہ شیطان اُس پر حملہ نہ کر سکا یہ حقیقت ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے۔ تو خدا اُس کی ماں باپ سے بڑھ کر حفاظت کرتا ہے۔ اور اُس کو ضائع ہونے نہیں دیتا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ تم خدا کا ذکر اس طرح کرو جس طرح تم اپنے باپ کا ذکر کرتے ہو۔ یعنی خدا کے متعلق ویسا ہی محبت کا جذبہ رکھو جیسا کہ تم باپ کے متعلق رکھتے ہو۔ یہ تو عام مومنوں کا نقشہ ہے۔ لیکن وہ جو سب مومنوں اور انبیاء کا سردار ہے اُس پر خداوند تعالےٰ کی عنایات کا کیا شمار ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس کے دل میں جو خدا کی محبت ہے۔ اُس کا اندازہ کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔

آنکہ در برّ و کرم بحرِ عظیم
آنکہ در لطفِ اتم یکتا درے

وہ جو کہ احسان اور بخشش میں ایک بڑا سمندر ہے۔ اور مکمل مہربانی کی وجہ سے درّ یتیم سے مشابہ ہے۔

درِّ یکتا یا درِّ یتیم اس موتی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ صدف میں اور کوئی موتی نہ ہو۔ اور اس قسم کا موتی نہایت بیش قیمت ہوتا ہے۔ اور اُس کا فیض بہت زیادہ ہوتا ہے مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہربانی کرنے میں بےنظیر تھے۔

حضرت اقدسؑ اپنے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں ۔ ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفےٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت ۔ اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ایک اور جگہ آنحضرت صلعم کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دینی و دنیوی ہر قسم کے فوائد پہنچائے یہ تو آنحضرت صلعم کے احسانات کا اقرار ہے۔ لیکن جو ہستی آنحضرت صلعم جیسی نعمت دنیا کو عطا فرمائے اُس کے احسانات کا کیا شمار ہو سکتا ہے۔

لیکن اس امت میں حب رسول اور حب باری تعالےٰ کا دعویٰ کرنے والے احسان فراموش بھی موجود ہیں اقبال کا ایک قطعہ بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ خدا مخاطب ہے قطعہ:-

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے ۔ بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے ؟
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم ۔ بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

(بال جبریل ص۵)

آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار
آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

وہ جو کہ بخشش اور سخاوت میں ابر بہار ہے۔ اور فیض اور عطا کی جائے طلوع۔

ابر بہار یعنی بہار کا بادل جب برستا ہے تو باغوں اور میدانوں میں پھل پھول تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔

خاور یعنی مشرق سے سورج طلوع ہوتا ہے۔ اور سورج کی روشنی عام ہوتی ہے۔ تاریک کونوں میں بھی دن کے وقت اُجالا ہو جاتا ہے۔

یہ دونوں مثالیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کے متعلق استعارہ کے طور پر استعمال کی گئی ہیں۔ اپنے معنوں اور خوبیوں کے لحاظ سے بہترین ہیں۔

(باقی آئندہ)

وصیتیں

نمبر ۷۳۹۴

منکہ نصرت اللہ بیگم زوجہ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب قوم ککے زئی عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۱/۱۰ وصیت کرتی ہوں میرا مہر پانچ صد روپیہ میرے خاوند ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کے ذمہ واجب الادا ہے۔ میرے والد صاحب نے مجھے ۵۰۰ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ نیز زیور قیمتی ۵۰ روپیہ میرے پاس ہے۔ ان سب کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر کوئی جائیداد اس سے زائد میرے مرنے کے بعد ... ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ حق دار ہوگی۔ اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کر کے رسید حاصل کروں تو اس کو منہا سمجھا جائیگا۔

العبد:- نصرت اللہ بیگم بقلم خود

گواہ شد:- ملک صلاح الدین ایم اے دار الفضل قادیان

گواہ شد:- ڈاکٹر ایم عطاء اللہ خاں بقلم خود رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر حال منٹگمری خاوند موصیہ۔

نمبر ۷۴۱۲

میں سکینہ بی بی زوجہ شیخ مشتاق حسین صاحب قوم شیخ قانونگو پیشہ خانہ داری عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن حال لاہور ڈاکخانہ لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت صرف مبلغ ۵۰ روپیہ ہیں۔ جو کل رقم میں ادا کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے والد کی متروکہ جائیداد ہے جس کے ۱/۴ حصّہ کی مالک متصور کی ہوں اور جس کی قیمت اندازاً دس ہزار روپیہ ہے۔ اور اس جائیداد کا دعویٰ سینیئر سب جج صاحب گجرات کی عدالت میں دائر ہے اس مقدمہ کے نتیجہ میں جو جائیداد بھی بفضلہ تعالےٰ میرے حصّہ میں آئی۔ اس کے دسویں حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہٰذا یہ وصیت لکھ دیتی ہوں

تحریر شدہ ہے لاہور ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

العبد:- نشان انگوٹھا موصیہ۔

گواہ شد:- شیخ مشتاق حسین کنٹریکٹر لاہور ۱/۳

گواہ شد:- بشیر احمد ایڈووکیٹ لاہور پسر موصیہ۔

تحریر شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ لاہور

نمبر ۷۴۲۹

میں عنایت ثریا دختر غلام محمد صاحب قوم کشمیری مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال۔ تاریخ بیعت ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء ساکن بٹالہ حال وارد قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

نمبر ۱۔ میری اس وقت ماہوار آمدنی ۲۵ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ ماہ بماہ ادا کرتی رہوں گی۔

۲۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔

۳۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میرے ورثاء میری اس وصیت کے پابند ہوں گے بجز اس صورت کے کہ میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کر کے رسید حاصل کر لوں۔ فقط

العبد:- عنایت ثریا بقلم خود ۳/۱۰

گواہ شد:- میمونہ صوفیہ کارکن نصرت گرلز ہائی سکول ۳/۱۰

گواہ شد:- غلام رسول ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز ہائی سکول۔

گواہ شد:- صفیہ بیگم بقلم خود

(باقی وصایا صفحہ ۷ پر دیکھیں)

سیرت المہدی کا ایک ورق

غدّار خدا کی بارگاہ میں کبھی مقبول نہیں ہوتا

(از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی)

علمائے سُوء کے فتویٔ کفر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ذکر چل پڑا کہ حضور بہت سے لوگ مولویوں کے فتویٔ کفر سے ڈرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو مان تو لیں مگر مولوی تو انہیں کافر کہتے ہیں ہم کس طرح انہیں مان لیں۔ فرمایا ایسے لوگ کیوں غور نہیں کرتے۔ غدار بھی خدا کے مقبولین میں کبھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اگر میں اُس کی نظر میں غدار ہی تھا تو اس نے میری قبولیت کیوں اپنے بندوں میں ڈالی اور ڈالتا جا رہا ہے۔ اگر میں غدار ہی تھا تو میری خاطر کیوں اُس نے نشان دکھلائے۔ آسمان سے بھی دکھلائے اور زمین سے بھی دکھلائے۔ اور میری شہادت میں چاند کو بھی اُس کی تاریخوں میں گرہن لگا دیا۔ اور سورج کو بھی اُس کی مقررہ تاریخوں میں گرہن لگا دیا۔ کیا یہ غدار کی تائید کر کے خود خدا نے ہی اپنے بندوں کو گمراہ کرنا تھا۔ کیا یہ بھی میں نے ہی کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلا کر کہلایا کہ جب سے دنیا قائم ہوئی اور جب تک دنیا رہے گی یہ نشان مہدی کے لئے ہی دکھلایا جائے گا کہ چاند کو بھی گرہن لگے گا۔ اور سورج کو بھی گرہن لگے گا۔ کہ آپ ایسا فرمائیں۔ پس افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو اپنی عقل سے حق و باطل میں تمیز نہیں کرتے۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ کبھی پہلے بھی خدا نے کسی کافر غدار کی اس طرح سے تائید کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے میری تائید کی ہے۔ اور میرے لئے آسمان کو بھی کہہ دیا کہ وہ گرہن سے میرے بندہ کی تائید ہو۔ اور اس کی سچائی ظاہر ہو۔ اور زمین کو بھی کہہ دیا کہ تو بھی وہ ظاہر کر جو کہ میرے بندہ کی سچائی کی دلیل ظاہر ہو۔ اور میرے جھٹلانے کی سزا میں طاعون بھیج کر میرے ہزارہا دشمنوں کا صفایا کر دیا اور ان میں سے ہزارہا بندوں کا رُخ میری طرف پھیر دیا۔ اور میرے لئے انہیں ایسا جان نثار بنا دیا کہ اپنے اموال کو میرے پر قربان کر دیا۔ جو میں نے اُن کو کہا وہ کر کے دکھا دیا۔ اور میں نے نہیں دیکھا کہ میرے دوستوں نے کبھی میرے کسی حکم کی نافرمانی کی ہو کیا یہ قبولیت کسی غدار کو آگے بھی دی گئی ہے۔ جو قبولیت خدا تعالےٰ نے میرے لئے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی ہے۔ اس حقیقت کو جو نہیں سمجھتا وہ نادان ہے۔ یہ ایسا نشان ہے جو خدا تعالیٰ کے مقبولین کو ہمیشہ سے خدائے قادر اپنی قدرت کے اظہار کے لئے . . . . . دیتا رہا ہے۔ اور یہی نشان اب مجھے خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ بے شک میرے دشمن زور لگالیں ان کے اگلے ان کے پچھلے بھی سب زور لگالیں میری قبولیت کو یہ روک نہیں سکتے یہ اسکی قدرتوں میں سے ایک قدرت ہے جو اُس نے میری قبولیت کا نشان دکھلایا۔ اور دکھلاتا رہے گا۔ جب تک میری قبولیت تمام دنیا کے نیک بندوں کے دلوں میں نہیں ڈال دیگا۔ وہ اپنے اس پاک ارادہ سے نہیں ہٹے گا۔ اور یہ نشان میری سچائی کا نشان ہے جو ہمیشہ ظاہر ہوتا رہے گا۔

اے نادانو! سوچو تو سہی کیا تمہارے لئے غدار ہی کو بھیجنا تھا۔ اے نادانو! خود تم نے وفادار کو غدار کافر کہہ کر کیا لیا۔ میں تو ایسا غدار ہوں کہ تمہارے لئے میرے دل میں خدا تعالیٰ نے تمہاری محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ جب میری آنکھیں تمہاری ذلت اور ادبار کو دیکھتی ہیں۔ تو میں تمہارے لئے اپنے بچھونے پر بھی نہیں لیٹ سکتا۔ میری نیند جاتی رہتی ہے۔ اور میں ایسا روتا ہوں جیسے وہ ماں روتی ہے جس کا اکلوتا بیٹا ذبح کیا جا رہا ہو۔ میں تمہارے لئے اس طرح سے روتا ہوں اور کہتا ہوں۔ الٰہی تیرے سب سے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والے ہیں۔ تو ان پر رحم کر رحم کر۔ اے پیارے ارحم الرّاحمین تو ان پر رحم کر

اے نادانو! سوچو تو سہی کہ اگر میں غدار ہوتا تو کیا تمہیں میں یہی سبق دیتا کہ لڑائی جھگڑوں کو چھوڑ دو حسد کو چھوڑ دو۔ بغض کینہ کو چھوڑ دو۔ اور اپنے فائدہ پر دوسرے بھائی کے فائدہ کو مقدم رکھو۔ اور اپنے ایک بھائی کی ترقی کو اپنی ہی ترقی یقین کر لو۔ اور ایک ہو جاؤ اور اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور ایک دوسرے سے آگے آگے قدم بڑھاؤ۔ اور خدا کی رضا کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ پس آگے بڑھو۔ اور اس کی رضا کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ پھر دیکھو کہ تمہارا خدا تمہارے لئے کیسی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نے مجھے تمہاری ہی بھلائی کے لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی منشاء ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق واعتصموا بحبل اللہ کے مصداق ٹھہر جاؤ۔ اور اس کی رحمت کے وارث بنو۔ اگر میں غدار ہوتا کیا یہی سبق تمہیں دیتا کہ اس کے ہی بن جاؤ تا وہ تمہارا بن جائے۔ اور تمہیں اپنی رحمت کا وارث بنا دے۔

ایک دفعہ ایک شخص آیا

اُس نے کہا کیا آپ نبی اور رسول ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں میں خدا کا نبی اور رسول ہوں۔ اور دین اسلام کی خدمت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور میری نبوت آنحضرت صلعم کی ہی نبوت کو منوانے کے لئے ہے۔ اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے۔ اُسی کے فیض سے مجھے یہ نُور ملا ہے۔ پس میری نبوت اُسی کی نبوت کی تجلّی ہے۔ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نبوت کا نور دوبارہ دنیا میں بڑی چمکار کے ساتھ چمکایا جائے۔ پس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوں۔ جس نے مجھے نہیں پہچانا۔ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں پہچانا۔ پھر اُس نے ادب سے پوچھا اگر کوئی آپ کو نہ مانے، تو کیا وہ خدا کے مواخذہ کے نیچے آجائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواب میں فرمایا اگر کوئی پہلے نبیوں میں سے کسی ایک نبی کا بھی انکار کر دے وہ خدا کے مواخذہ کے نیچے آئے گا یا نہیں؟ اس نے عرض کی کہ حضور ضرور خدا کے مواخذہ کے نیچے آوے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ جب مجھے خدا نے اپنی وحی میں نبی کہا ہے اور رسول کہا ہے، تو میرا منکر بھی اُسی مواخذہ کے نیچے آوے گا۔ وہ شخص بالکل خاموش ہو گیا۔ اور دو تین دن رہ کر چلا گیا۔

مگر میں حیران ہوں

کہ ان تقریروں کو جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی پاک مجلس میں کیا کرتے تھے تو جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور بھی موجود ہوتے تھے۔ کہ لوگ کیوں مجھے منہاج نبوت کے مطابق نہیں پرکھتے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے نبی اور رسول نہیں تھے تو کیوں منہاج نبوت کو اپنے لئے صداقت کی دلیل ٹھہراتے تھے۔ اور یہ بات آپ کی تقریروں میں اور تحریروں میں جابجا آئی ہوئی موجود ہے۔ جس سے ہمارے ایمان میں ترقی اور تازگی اور انبساط کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاریب خدائے قدوس کے نبی تھے۔ اور اسلام کی صداقت کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ پس جناب مولوی محمدؐ علی صاحب امیر جماعت لاہور ان باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک بندوں سے پھر وابستگی کی کوشش کریں۔ اور خدا کی قائم کردہ جماعت میں مل کر اسلام کے دشمنوں پر یورش کر کے حملہ کریں۔ اور دشمنوں کی صفوں کو درہم برہم کر کے اسلام کے پاک چہرہ کو منوّر کر کے دکھانے والے بن جائیں۔ یہ وقت ایسا وقت ہے کہ اسلام کے پہلوان ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر دشمنوں سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا وقت ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں میں اپنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بھی کہتے سنا تھا۔ کہ جو خدا کی پاک جماعت میں پھوٹ ڈالے گا یا پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ وہ خدا کا دشمن ہوگا۔ اور جہنم کی آگ کا ایندھن ہوگا۔

پس یہ مقام خوف ہے۔ ہمیں نفاق کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور شقاق کو روکنا چاہیئے۔ میں جب کبھی پیغام صلح کو ہاتھ میں لے لیتا ہوں تو میری روح پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ جب آپ کی مخالفت احمدیوں کے خلاف دیکھتا ہوں تو میرا دل رونے لگتا ہے۔ جب مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ہمارے وہی مولوی محمد علی صاحب ہیں جو اسلام کی خدمت کرتے تھے۔ اور دنیا سے اپنا منہ پھیرے ہوئے تھے۔ جناب مولانا یہ میرا خیال ہی ہے یا سچ مچ ایسا ہی تھا؟ مولانا آپ میرے واقف ہیں۔

میں ہمیشہ اپنی بات کا پکا اور ارادہ کا پختہ ہی تھا۔ میں کبھی کسی سے ڈر کر حق بات کہنے سے نہیں رُکا کرتا تھا۔ اس کے سوا میرا کوئی اور قصور نہ تھا۔ تو آپ نے میری تبدیلی بلوونڈی جھنگلاں میں کر دی تھی۔ اور میں نے آپ کو لکھ کر بھیجا تھا کہ میں نے قادیان کی پاک زمین میں ہی اپنی خاک ملانے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ تم اپنی ملازمت کو سنبھالو۔ میں تو قادیان میں ہی رہوں گا۔ اور یہیں مروں گا۔ میں تمہاری ملازمت کی کوڑی برابر قیمت بھی نہیں سمجھتا۔ تم مجھے ملازمت سے علیحدہ کر دو۔ میں خود استعفا نہیں دوں گا۔

پس میرے خدا نے تمہارے ارادہ کو بدل دیا۔ اور میں اپنی جگہ ہی بیٹھا رہا۔ اور خدا نے جو چاہا مجھے دکھایا اور میں نے دیکھ لیا۔

جناب مولٰینا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کیا یونہی تھا کہ "مجھے منہاجِ نبوت سے پرکھو" آخر اس کے کیا معنی تھے۔ اگر آپ نبی نہیں تھے تو منہاج نبوت سے پرکھنے کے آپ کیا معنے لیں گے۔ جو دشمنوں کو آپ للکار للکار کر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے منہاج نبوت کے ماتحت پرکھو۔ یہ بات آپ جیسے شخص کے لئے غور کرنے کی بات ہے۔ منہاج نبوت کے مطابق پرکھ لو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش جو کیا تھا کیا یہ صرف منہ کی ہی بات تھی۔

جو آپ یونہی فرمادیا کرتے تھے۔ یہ تو ہمارا کسی بھی احمدی کا یقین نہیں ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یونہی فرمادیا کرتے تھے۔

جناب مولٰینا یہ تو زبردست تحدّی تھی

جو دشمنوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے تھے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہ تھے تو اسے حجت کے رنگ میں کیوں پیش کیا کرتے تھے۔ مولٰینا ہمارا نظریہ بہت بلند ہونا چاہیئے۔ میں نے آپ کے خطبات کو پڑھا ہے۔ ان میں مجھے بغض ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آیا ہے۔ میرے جیسا خاموش بھی خاموش نہیں رہ سکا۔ اگر آپ کو اختلاف ہے تو اُس کو حدِ اعتدال سے باہر تو نہیں لے جانا چاہیئے۔ اگرچہ ہمارے میں اور آپ میں اختلاف ہے۔ مگر میں اب تک بھی آپ کے احسانوں کا ذکر اپنے دوستوں میں کرتا رہتا ہوں۔ کہ باوجود شدید اختلاف کے جناب مولوی صاحب نے میرے ساتھ احسان کئے تھے اور میں ان کے احسانوں کو فراموش نہیں کر سکتا۔ اگر آپ کو ہمارا خیال نہیں آتا تو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی خیال آجانا چاہیئے۔ اور حدِ اعتدال سے باہر نہیں جانا چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ آپ کے تیر اسلام کے دشمنوں کی طرف جائیں۔ سیدھے قادیان کی طرف ہی آتے ہیں۔

افسوس! صد افسوس!! کہ آپ نے اب تک بھی ہمیں نہیں جانا۔ نہیں پہچانا۔ ہمارے سینے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی فولاد کے بن گئے ہوئے تھے۔ آپ کے پھینکے ہوئے تیر ہمارے سینوں سے ٹکراتے تو ہیں مگر دائیں بائیں نکل جاتے ہیں۔ ہمیں آپ کے تیروں کی کوئی چوٹ ہی نہیں لگتی ہاں یہ بات ضرور ہے ؎

شبلی نے پھول مارا منصور کو پکارا میں ہو گیا ہوں گھائل کسنے یہ پھول مارا

جناب مولٰینا آپ ہمارے تھے اس لئے بھی آپکی تواضع کی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ ورنہ جہاں اور دشمن تیر پھینکتے ہیں آپکے تیر بھی آئیں۔ نہ ان کے تیر کچھ کرتے ہیں نہ آپکے تیر ہمارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں ہم تو سخت جان ہیں سختی کو سہنا جانتے ہیں۔ خدا پہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم تمام دشمنوں کو جیت لیں گے ؛

میرا خطاب جناب مولوی محمدؐ علی صاحب امیر جماعت لاہور سے

جناب مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب مولوی صاحب آپ کو یاد ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تقریروں میں بار بار ان الہامات کو پیش فرمایا کرتے تھے اور بڑی تحدّی کے ساتھ فرمایا کرتے تھے مجھے اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنی وحی میں نبی بھی کہا اور نذیر بھی کہا اور فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا پر خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے قبول کریگا"!

دوسرا الہام :-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

اور پھر فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں خدا کی نظر میں نبی نہیں تھا تو خدا نے مجھے یونہی نبی کہا۔ کیوں یہ لوگ نہیں سوچتے خدا بھی اپنے قول و فعل میں غلطی کر سکتا ہے۔ درحقیقت میں نبی تو نہیں تھا۔ مگر اُس نے مجھے نبی یونہی کہہ دیا۔ درحقیقت ان لوگوں کے دلوں میں ایمان ہی نہیں رہا۔ اور ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھ لیا کہ جس طرح سے ہم دل میں کچھ اور زبان سے کچھ اور کہہ دیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی خدا نے بھی مرزا کو نبی تو کہا۔ مگر درحقیقت مرزا کو نبی نہیں بنایا۔ میں کس طرح سے یہ مان لوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں ایمان بھی ہے۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان ہی نہیں رکھتے ان کے دل ایمان سے خالی ہی ہو گئے ہیں۔ میں نے ان لوگوں کو بار بار مقابلہ کے لئے بلایا۔ کہ آؤ تم سب مل کر میرا مقابلہ کر لو۔ تمہارے چھوٹے تمہارے بڑے۔ تمہارے غریب تمہارے امیر۔ تمہارے عالم تمہارے فقیر۔ تمہارے سجادہ نشین سب ملکر مجھ پر ٹوٹ پڑو۔ اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو مجھے نیست و نابود کرنے کی کوشش کرو۔ اور سب مل کر میرے لئے دعائیں کرو۔ میرا خدا تمہاری سب کوششوں کو تم پر ہی لوٹا کر ڈالے گا۔ اور تمہاری دعائیں تمہارے ہی منہ پر لوٹا کر مارے گا۔ اور وہ باز نہیں آئے گا جب تک میری سچائی کو دنیا میں پھیلا نہ لے گا۔ اور وہ میری خاطر تمہارے جتھے کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔ اور تمہیں قسم قسم کے عذابوں میں گرفتار کر دیگا جیسا کہ اُس نے مجھے بار بار مخاطب کر کے فرمایا۔ "دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا"

اور یہ میرے خدا کا فرمانا اٹل ہے۔ جب تک وہ میری سچائی کو دنیا میں پھیلا نہ لے گا۔ وہ نہیں تھکے گا۔ تمہیں تھکا دے گا۔ اور تمہیں مجبور کر دے گا۔ مگر وہ تم سے مجبور نہ ہوگا۔ بے شک تم اس کی زمین پر ناک رگڑ رگڑ کر

(بقیہ مضمون صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت ملک محمد الطاف خانصاحب

بقلم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے

(۵)

عاجز اسی طرح خانصاحب محمد دلاور خاں کے پاس نوشہرہ میں تھا۔ کہ ایک دن سردار احمد خانصاحب سول جج پشاور سے دورہ پر خانصاحب محمد دلاور خاں ممدوح کے پاس نوشہرہ آئے۔ اور اس سے پیشتر جب کسی موقعہ پر دونو صاحبان کی ملاقات ہوئی۔ اور ہمارے خانصاحب محمد دلاور خانصاحب نے سردار احمد خانصاحب موصوف کو تبلیغ احمدیت کی۔ تو جواب میں سردار صاحب کہا کرتے تھے کہ میں باوجود مسلمان ہونے کے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق پورے یقین تک نہیں پہنچا ہوں۔ کیونکر کسطرح ثابت ہو سکتا ہے کہ خدا ہے؟ محمد دلاور خانصاحب نے بہت سے دلائل دینے کے بعد ان سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میرا ایک بھائی ہے یعنی یہ عاجز۔ وہ آپ پر خدا تعالیٰ کی ہستی ثابت کر دے گا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ان دنوں سردار احمد خانصاحب تشریف لائے۔ اور خانصاحب محمد دلاور خاں نے انگریزی میں ان سے کہا کہ شکر ہے۔ آج وہ میرا بھائی یہاں ہے۔ اور انشاء اللہ آپ پر خدا تعالیٰ کی ہستی ثابت کر دے گا۔ خاں صاحب محمد دلاور خاں کمرہ کے اندر میرے پاس تشریف لائے اور سارا حال مجھے سنایا۔ ظہر اور عصر کے درمیان وقت تھا۔ میں باہر نکلا۔ سردار صاحب جو انگریزی فیشن اور کروفر میں تھے۔ میرے سامنے ملتمسانہ رنگ میں بڑھے۔ اور ہم دونو بنگلہ کے چمن میں آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھے۔ سردار صاحب نے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی ہستی پر دلیل چاہی۔ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے توفیق پاکر ایسا ثبوت دیا کہ ان پر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ اور اس نے کہا بس میں اور تاب سماعت نہیں رکھتا ہوں۔ اور آج میں نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اور اس پر حقیقی ایمان لایا۔ اور آج کے بعد جستجو شروع کروں گا۔ بے شک خدا زندہ خدا موجود ہے۔ ایسی تسلی خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی میرے سوال پر نہیں کی تھی۔ محمد دلاور خاں صاحب اور سردار احمد خاں صاحب جج زندہ موجود ہیں۔ رات کو جب میں سویا نہایت سرور کا عالم تھا۔ اور خداوند تعالیٰ جواد و کریم کے شکر و حمد کا زیادہ موقعہ میسر ہوا۔ کہ ایک گونہ خدا سے لاتعلق خدا پر ایمان لایا۔ اسی رات بوقت بیدا ہوتے ہی

مکاشفہ نمبر ۶ ہوا۔

مکاشفہ میں دیکھتا ہوں کہ میرا رب جو نہایت رفیع الدرجات ہے۔ اور اپنی تمام مخلوقات سے فوق الفوق ہے۔ عرش معلّٰی پر رونق افروز ہے۔ اور ایک غیر محدود خیمہ نما حجاب جو بظاہر محدود نظر آتا تھا دو حصوں پر منقسم تھا اور بے انتہا صاف و شفاف اور لطیف و باریک تھا۔ جو پیاز کی اندرونی جھلی سے بھی لطیف و باریک منور تھا۔ جس کا نقشہ کھینچنے سے میں قاصر ہوں۔ عرش معلّٰی کے مدوّر دائرہ سے نہایت غیر محدود و بلندی پر دکھائی دیتا تھا۔ مگر نہایت مجلّٰی تھا۔ اور چونکہ تجلّیاتِ الٰہیہ کا پورا احاطہ نہ کر سکتا تھا۔ اس وجہ سے تمام فضائے عالم منوّر ہو رہا تھا۔ نورانیت کا وہ پر سرور عالم تھا۔ کہ اگر بے شمار آفتاب و ماہتاب جمع کئے جائیں۔ تو بھی اس نور کے آگے ماند ہوں اور اس غیر محدود مگر محدود بظاہر خیمہ نما نورانی حجاب کے اندرونی تمام کنارے بے شمار نقش و نگار سے مرصّع اور منقش تھے۔ اس نقش و نگار سے جو مقام ۱ پر اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے مبارک چہرہ سے ایک بیضوی شکل پر تمام انوار و تجلّیات مجتمع ہو کر رنگا رنگ نقوش کا پرتو اس خیمہ یا حجاب کے کناروں پر ڈالے ہوئے وہی نقوش دکھائی دیتے تھے

مقدس قرب | وصال
۱ ۲ ۳

اور مقام ۲ پر حضرت اقدس مرزا محمود احمد علیہ السلام نمازی قاعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ روبرو دو زانو بیٹھے ہوئے زانو پر کھلا قرآن مجید رکھے ہوئے تھے۔ قرآن مجید کا دایاں صفحہ دائیں ران پر اور بایاں صفحہ بائیں ران پر۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نصف حصہ قرآن مجید کا دائیں طرف ہے۔ اور نصف حصہ بائیں طرف ران پر ہے۔ اور پھر الٰہی نقش و نگار کا عکس قرآن مجید پر پڑتا تھا۔ اور اسی لئے قرآن مجید کے صفحوں کے کناروں پر اسی قدر بے شمار نقش و نگار نمایاں تھے۔ خیمہ موصوفہ کی چوٹی سے لے کر عرش معلّٰے کے کنارے تک جہاں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک باریک در باریک اور لطیف پردہ جو خیمے کو دو حصوں پر منقسم کرتا تھا لگا ہوا تھا۔ ایک حصہ کے بالائی کنارہ پر عربی الفاظ و طرز تحریر کے مطابق لکھا ہے۔ موٹے خط سے قرب مقدس

اور دوسرے حصہ میں اللہ تعالےٰ کے بائیں رخسارہ مبارک پاس قریب موٹے خط سے بطرزِ عربی تحریر وِصال میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے دائیں طرف ذرا ہٹ کر بطور خادم یا ایک بادشاہی اردلی کی مانند حکمِ شاہی کا منتظر برائے تعمیل عرش معلّٰی کے کنارہ پر اس رنگ میں کھڑا ہوں کہ میری ایڑیوں کا پچھلا حصہ اور عرش معلّٰے کے بیرونی کنارہ میں بال بھر کا فرق نہیں ہے اور اگر میں ذرا قدم پیچھے ہٹاؤں تو نعوذ باللہ گر جانے کا خطرہ ہے۔ مگر میں اس انداز بے دھڑک اور دلیر کھڑا ہوں کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عرش معلّٰے خود میرا محافظ ہے۔ اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کے مبارک منہ کے پاس سے ایک بجلی نما روشن تار کا سرا شروع ہو کر میرے منہ کے پاس سے نیچے غیر محدود اطراف کو پھیلی ہوئی ہے اتنے میں اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ و عمّ نوالہٗ و جلّ شانہٗ حضرت خلیفۃ المسیح کو کچھ فرماتا ہے یا تفہیم کرتا ہے یا بولتا ہے۔ مگر میں نہیں سنتا۔ مفہوم یہ کہ قرآن مجید کے دائیں صفحے سے آخری دو سطریں پڑھو۔ قرآن مجید کی دائیں صفحہ کی آخری دو سطریں یہ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ .... یہانتک
الٓرٰ وقف تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَ قُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۝ ...

جب حضرت اقدس خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب یہ ہر دو سطریں پڑھتے ہوئے قُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۝ پر آخری الفاظ خوش الحانی سے ختم کر لیتے ہیں۔ میں بھی آہستہ آہستہ ساتھ ساتھ پڑھتا ہوں۔ اس وقت اللہ کریم اور ہمارے سرور کا کوئی اندازہ نہیں۔ تمام تجلیات الٰہیہ اور ان نقوش میں ایک جنبش اور چمکار پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ تمام چمکار اور لہریں اس تار میں سے دوڑتی ہوئی تمام اطراف عالم میں پھیل جاتی ہیں۔ اور معاً ایک نورانی شخص اس تار کی کشش سے پرواز کرتا ہوا میرے دائیں طرف حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے روبرو پیش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح کو حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے اس عاجز کو اشارہ ہو جاتا ہے کہ وصال کے دروازے پر لے آؤ۔ میں حضرت صاحب کے ارشاد پر بطور خادم تعمیلاً اس شخص کو طرفۃ العین میں اس کو قریب ہی کے دروازہ وصال پر حاضر کر کے اللہ تعالیٰ تبسّم فرمائے ہوئے اس کو اشارہ سے سمجھاتا ہے یا کچھ بولتا ہے۔ اور میں نہیں سن سکتا۔ اور وہ شخص نورانی آگے بڑھتا ہے۔ اور جونہی وہ وصال کے حصہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہماری نظروں سے غائب ہو کر تمام انوار و تجلیات میں بھی اور ہم کو بھی نہایت سرور حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ذرا سے سیکنڈ سے بھی کم وقفہ کے بعد مگر معلوم ہوتا تھا کہ وقفہ گذر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ جواد و کریم حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کو ارشاد فرماتا ہے۔ کہ قرآن کریم کے دائیں صفحہ کی آخری دو سطریں پڑھو۔ یہ فرمائش بھی اسی رنگ میں ہے جس طرح میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ کہ یا تو اللہ تعالےٰ

حضرت خلیفۃ المسیح کے ہ بارک چہرہ اور لبوں کو تفہیم کرتا ہے - یا کچھ الفاظ بولتا ہے - مگر میں نہیں سُن سکتا - حضرت خلیفۃ المسیح پھر دوبارہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ط پڑھنا شروع کرتے ہیں - سوہی خوش الحانی - وہی کیفیت اور وہی نظارہ قائم ہو کر اس نورانی تار کے ذریعہ سے دوسرا نورانی شخص حاضر ہوتا ہے - اور اسی طرح وہ بھی میں نے وصال کے دروازہ پر حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح داخل کیا . . . . علیٰ ہذا القیاس مجھے یاد نہیں کہ کتنی دفعہ اور کتنے اشخاص اور کتنے عرصہ میں پیش ہو کر فنا فی الوصال ہوئے - جب مکاشفہ میں میرے سرور کا اندازہ اس قدر بے قراری کو پہنچا کہ اب میں خداوند کریم کا بیحد درجہ عاشق ہو کر اور اس کے مبارک چہرہ کے بوسہ لینے کے لئے مضطرب ہو کر لیٹنے لگا - تو مکاشفہ کے اندر جسمانی حرکات متحرک ہو کر میں اس عالم دنیا میں آیا - اور دیر تک زار زار روتا رہا - الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

نوٹ :- اب الٓرٰ کی تفسیر روحانی بطن کے اندر عاجز انشاء اللّٰہ اتنے دلائل پر لکھ سکتا ہے - کہ شاید زمینی لوگ ان معارف و مطالب کی تہ تک نہ پہنچ سکیں - ذالک فضل اللّٰہ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

اب میں ایک تازہ ترین مکاشفہ جو سکونتِ قادیان میں عاجز کو ہوا ہے - اور جو مکاشفہ ۵ کے متمثل غالباً ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء کے آخری ایام میں اللّٰہ تعالیٰ کے فضل اور بے انتہا کرم کے ماتحت ہوا ہے تحریر کر کے بس کروں گا -

اللّٰہ تعالیٰ
۱
مخدوم
۲
۳
خادم

غالباً ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء کی آخری رات میں نے بعد از نماز خفتن ترقیٔ سلسلۂ حقہ اور ترقی اسلام کے لئے دعائیں مانگ کر درد و گداز میں سو یا کہ یا اللّٰہ تو میرا پیارا رب ہے - اور تو نے بے شمار دفعہ بذریعہ مکاشفات و الہامات و رؤیا کے بشرات مجھے تسلی دے کر دکھایا ہے - کہ دین اسلام کو بہت جلد جملہ ادیانِ باطلہ پر غالب کروں گا - اس کے لئے یہ عاجز اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کس طرح جدّ وجہد کرتے ہیں - مگر نمایاں نتیجہ ابھی برآمد ہونے کو جی چاہتا ہے - اسی رات بوقت نماز تہجد کیلئے تیار ہوا - مجھے بمثل مکاشفہ ۵ پھر مکاشفہ نمبر ۶ ہوا -
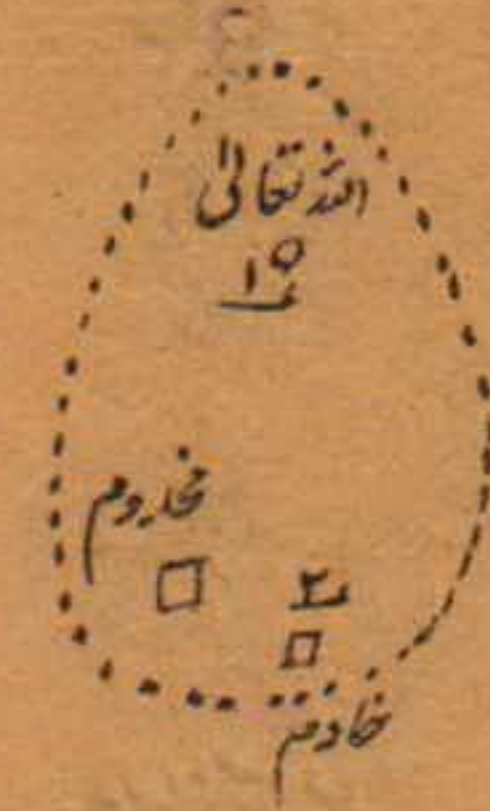
میں مکاشفہ ہذا کے اندر دیکھتا ہوں کہ میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ مقام ۲ پر اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے سامنے ایک معروضانہ رنگ میں کھڑے ہیں - اور ہماری دلی تمنا یہی ہے کہ تمام بنی نوع انسان تیری قدر و منزلت اور جلال و جمال کما حقہٗ کے عاشق اور شیدا بنیں اور تیری الوہیت اور توحید کے دروازہ پر پروانہ وار گر کر تجھے پہچان لیں - اللّٰہ تعالیٰ علیم و خبیر ہمارے قلبی اضطراب اور تمنا کے جواب میں فرماتا ہے -

یا محمود - یا ملک محمد الطاف انتما من الشافعین

اس مقام پر بھی یہ عاجز بطور خادم اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح علیہ السلام بحیثیت مخدوم یا آقا کے ربِّ کریم کے سامنے کھڑے ہیں ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم ط

نوٹ :- یہ مکاشفہ اسی رات کی نماز فجر کے بعد حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دار الفضل کو سنایا گیا -

(۱) اے سر و جان و دل و ہر ذرہ ام قربانِ تو
بر دلم بکشاز رحمت ہر درِ عرفانِ تو

(۲) فلسفی کز عقل مے جوید ترا دیوانہ ہست
دُور تر ست از خردہا آں رہِ پنہانِ تو

(۳) از حریم تو از نیاں ہیچکس آگاہ نشد
ہر کہ آگاہ شد شد از احسانِ بے پایانِ تو

(۴) عاشقانِ روئے خود را ہر دو عالم میدہی
ہر دو عالم ہیچ پیشِ دیدۂ غلمانِ تو

(۵) یک نظر فرما کہ تا کوتہ شود جنگ و جدال
خلق محتاج است سوئے جذبۂ برہانِ تو

(۶) یک نشان بنما کہ تا نورت درخشد در جہاں
تا شود ہر منکرِ ملت محامد خوانِ تو

(۷) گفتگو و بحث در دیں دردِ سر بسیار ہست
قصہ کوتہ کن بآیاتِ عظیم الشانِ تو

(۸) از زلازل جنبشے دِہ فطرتِ اغیار را
تا مگر آیند ترساں سوئے آں ایوانِ تو

(۹) چشمۂ رحمت رواں کن در لباسِ زلزلہ
تا بکے سوزد دلم ایں بندۂ گریانِ تو

آمین ثم آمین - از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دورانِ بیعت کے سوانح کا خلاصہ

جیسا کہ میں نے صفحہ ۲ پر عرضِ حال میں بتایا ہے کہ عاجز مارچ ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوا - میرا علاقہ ایک گونہ غیر محفوظ ہے - اور یاغستان ہمارے گاؤں سے ۵ میل کے فاصلہ پر ہے - جہاں کوئی حکومت اور قانون نہیں ہے - اور تمام تر حکومت علمائے وقت کے ہاتھ میں ہے - ایام بیعت سے لے کر تا حال میری ساری زندگی ہر قسم کے خطرات اور مخالفین کے روزمرہ کے حملوں اور قتل کے منصوبوں کے نیچے گذری ہے - کئی بار اللّٰہ تعالیٰ نے محض اپنی حفاظت خاص اور نصرتِ تام سے مجھے مخالفوں کے قتل و غارت سے بچایا ہے - بندوقوں اور پستولوں سے مجھ پر اور میرے بچوں پر حملے ہوئے ہیں - مگر ایک ہی قادر خدا نے ہم کو ہر قتل و غارت سے بچا کر دشمنوں کو ناکام و نامراد کیا ہے - میں پتھر نہیں ہوں اور نہ لوہا اور مُردہ آدمی ہوں کہ ہمارے احساسات اور فطرتی خوف و ہراس نہ ہوتا - بلکہ قبل از وقت اللّٰہ کریم تمام نظارے اور حملے مجھ پر رؤیا اور مکاشفات میں دکھا کر بذریعہ الہامات مجھے بچاؤ اور نصرت کی بشارت فرماتے - اور یہ بھی دکھاتا کہ مخالفین فلاں عذاب اور فلاں قسم کے آلام میں گرفتار و نامراد کئے جائیں گے - اور لہٰذا میرا ایمان اس قدر مضبوط ہو جاتا تھا - کہ ہر منصوبے کے جواب میں علی الاعلان دشمنوں کو اپنی نصرت کا چیلنج کرتا - اور کبھی زبانی اور کبھی اعتدال پسند لوگوں کے ذریعے ان کی ناکامی کا نتیجہ بتا دیا کرتا تھا - اور جتنا اشد ترین دشمن ہمارا ہوتا اس کو اللّٰہ تعالیٰ پہلے پکڑ لیتا تھا - میرے بال بچے کمزور تھے - مگر ہم نے مقابلہ کے وقت اللّٰہ تعالیٰ سے بشارت پا کر کبھی پیٹھ بھی نہیں دکھائی - کیونکہ ہر میدان مقابلہ میں یہ عاجز اللّٰہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ دیکھا کرتا تھا - اور جب اللّٰہ تعالیٰ کسی کے ایمان کو اس قدر مضبوط کر کے ساتھ کھڑا بھی ہو - بھلا وہ آدمی ڈرے گا - میرے خیال میں یہ ایک صریح کفر ہے - حاجی ترنگ زئی سے زیادہ تر تکلیف اٹھاتے رہے - اور جہال اور ذاتی دشمن دیدہ فتویٰ کی اشاعت پر زیادہ اچھا موقعہ نقصان رسانی کا خیال کرتے تھے - قریباً بیس سال متواتر دن کو سونا اور رات کو سب کے سب باری باری سے چوکیداری اور حفاظتِ جان کرتے رہے - یہ ایک ظاہری تدبیر تھی ورنہ ہمیں اللّٰہ تعالیٰ تسلی دیا کرتا تھا - کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ سخت حملوں کے وقت یہ آیتِ شریفہ کئی بار جیتے جاگتے الہام ہوا ہے - میں ہر وقت رسول کریم اور حضرت مسیح موعود علیہم السلام کی گود میں بالخصوص - اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی گود میں رہا کرتا تھا - مشکلات کے وقت مجھے تجربہ ہے - اللّٰہ تعالیٰ مومن انسان کے بالکل قریب ہوتا ہے - ایمان سے کہتا ہوں - لیکن ساتھ یہ بھی قسمیہ کہتا ہوں کہ روحانی زندگی اس قدر مسرور کن کیفیت اپنے اندر رکھتی ہے کہ اگر ایسے مومن کے سر پہ ترک حق کے لئے کوئی آری بھی رکھے - تو وہ مومن اسی میں بھی خوشی اور دائمی نجات کے مزے چکھ رہا ہے - بیس سال کے عرصہ میں میری اراضی سے مخالفوں نے مجھے فائدہ اٹھانے کے لئے نہیں چھوڑا - اگر کچھ فصل کھیتوں میں اس لئے تیار کرتے تھے کہ یہ باہر نکلے اور ہم بع بال بچوں کے تباہ کریں - لیکن میں کچھ پرواہ نہ کرتا تھا - کیونکہ میں دنیاوی عیش و تنعم سے سیر ہو کر متوکل علی اللّٰہ کے مقام پر ہو تا اور ہوں - اور یہی حال میرے بال بچوں کا تھا - ان سب واقعات اور حالات پہ میرے اشد ترین دشمن بھی معترف ہیں - اور کہتے ہیں کہ احمدیت ایک لذیذ چیز معلوم ہوتی ہے - جس نے ان کو اس قدر مست کر دیا ہوا ہے . . . . . . ضرور اس میں باوجود برداشتِ مصائب کے کچھ روحانی مزہ ہے - اندھوں کو معلوم نہیں ہے کہ احمدیت کے ہی ماتحت سچی تقویٰ اور طہارت میں خدا کا وصال اور انبیاء کی شفاعت و رفاقت مضمر ہے - اللّٰہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو توفیق بخشے - آمین

چونکہ میری احمدیت ایک زندہ نشان ہے۔ اور اس روحانی زندگی کے وہ تمام واقعات بذاتِ خود ایک لمبا مضمون ہے لہٰذا میں اسی پہ فی الحال اکتفا کرتا ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد علیہ السلام کی صداقت پہ روشنی ڈالتا ہے

مرا بس است کہ ملکِ سما بدست آید۔
کہ ملک و ملکِ زمیں بقا کجا باشد

(از مسیح موعود علیہ السلام)

والسلام۔ خاکسار عاجز بندہ خدا بلکہ گدائے دربار الٰہی ملک محمدؐ الطاف خاں احمدی۔ قوم افغان سکنہ ترناب تحصیل چارسدہ ضلع پشاور حال مہاجر قادیان محلہ دار الفضل ۱۲/۲ ۲۲ عمر بحساب شمسی تقریباً ۵۲-۵۳ سال۔

دُعا:۔ احقر کو میرے پیارے اک دم نہ دُور کرنا
اپنے حضور رکھنا تجھ سے رجا یہی ہے

یا اللہ یہ عاجز بندہ تیرے سامنے حیران اور سخت شرمندہ ہے کہ اے علیم وخبیر مجھ نالائق میں تو نے کیا دیکھا ہے کہ تو نے اپنے تمام فضلوں کے ماتحت مجھ عاجز کو اپنے دیدار سے مشرف فرما کر تمام قویٰ اور رگ و ریشہ میں اپنا عشق و محبت بھر دیا ہے۔ کہ مجھے کم از کم ایک ہفتہ تک بھی بغیر تیرے رویت کے چین نہیں آتا۔ اور ایک عاشقِ زار کے مانند بلکہ اس سے بھی بدرجہا بلند مقام پہ تیرے تڑپ میں زار زار رونے سے ہی میری روح کی غذا ملتی ہے اور یہی میری حقیقی خوشی اور سرور کا مقام مقصد و کامیابی ہے اسی نعمت عظمیٰ میں اس عاجز کو دائمی وصال کا وارث بنا۔ آمین ثم آمین۔ عاجز تیرا عاشق زار محمدؐ الطاف مہاجر۔

یہاں ملک صاحب کی نقل کردہ کاپی ختم ہوتی ہے۔ اب یہاں اس کا سر ورق نقل کر دیتا ہوں۔ بعد ازاں دیگر سوانح سپرد قلم کروں گا جو کہ خاکسار نے مختلف مواقع پر ان سے سُنے تھے انشاء اللہ تعالےٰ وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ — از قلم عاجز ملک محمد الطاف خان مہاجر

چہ شیریں منظری اے دلستانم — چہ شیریں خصلتی اے جانِ جانم
چو دیدم روئے تو دل در تو بستم — نماندہ غیرِ تو اندر جہانم
تواں بر داشتن دست از دو عالم — مگر ہجرت بسوزد استخوانم
در آتش تن بآسانی تواں داد — ز ہجرت جاں رود با صد فغانم

(از مسیح موعود علیہ السلام)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ط

مکاشفاتِ سبحانی بر تصدیقِ خلیفۂ ثانی اعنی حضرت اقدس مرزا محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز قادیانی۔

ذٰلِکَ فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است — وگر خاموش بنشینم گناہ است
ز وہم و فہم و گمان است بالاتر۔ اے زندِ خبر دار نہ لغزی۔۔۔

الہام شبِ دوشنبہ درمیان ۳۰-۳۱ دسمبر ۱۹۳۵ء

۲۱ دسمبر کو بوقت عصر یہ مضمون ختم تحریر کیا۔ اور رات کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بعد تفہیم یہ الہام ہوا۔ کہ سر ورق پہ لکھو تا کہ پڑھنے والے میری عظمت اور شان و شوکت اور کبریائی کو۔ اور نیز تمام

تجلیات انوار محیط اور محدود نہ سمجھیں
مِن اشاعتِ ملک محمد الطاف خاں افغان مہاجر بقلم خود

(بقیہ مضمون صفحہ ۴)

اپنی ناکیں بھی گھسا ڈالو۔ مگر تمہاری ایک بھی نہیں مانے گا۔ اس نے مجھے فرمایا میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیری مدد میں کرونگا اور آسمان سے میرے فرشتے آئیں گے۔ تیری سچائی کو دنیا میں پھیلا دیں گے۔ اور جو میرے ہیں جن کے دلوں میں ذرا سی بھی نیکی ہوگی۔ وہ سب تجھے قبول کریں گے۔ کشاں کشاں تیری طرف کھنچے ہوئے چلے آویں گے۔ اور تجھ پہ درُود بھیجیں گے۔ اور میں ان کے دلوں میں تیری قبولیت ڈالوں گا۔ وہ تیری باتوں کو مانیں گے اور اپنے ایمان کو تازہ کریں گے۔ اور وہ اپنے ایمان میں خدا کے بندوں میں شامل ہو جائیں گے اور تیرے کام کو کریں گے۔ اور وہ یہ کہیں گے کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ وہ میرے پیارے بندے ہوں گے۔ میں ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈالوں گا۔ وہ میرے قریب ہوں گے میں ان کے قریب ہوں گا۔ میں اپنے بندوں کو دور دور سے تیری طرف لاؤں گا۔

مولنٰنا! میں حیران ہوں یہ تقریریں آپ سنتے تھے آپ کو کیوں بھول گئیں۔ مجھے تو یہی افسوس ہے کہ یہ باتیں کس طرح سے یک لخت آپ کے ذہن سے نکل گئیں۔ مولنٰنا یہ تو کوئی بات ہی اور ہے جس سے یہ باتیں آپ نے بھلا دیں اگرچہ یہ میرے الفاظ ہیں۔ ممکن ہے میرے قلم سے جو الفاظ نکلے ہیں کوئی الفاظ ایسا بھی ہو جو میرے پیارے کے منہ سے نہ نکلا ہو۔ میں اپنے پیارے خدا سے اس کی معافی کی درخواست کرتا ہوں۔ مگر میں اپنی یاد کے موافق یہ گواہی دیتا ہوں کہ میرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہی اور بالکل ایسے ہی الفاظ میں تحدّی فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ نسیان بھی انسانی فطرت میں رکھا ہوا ہے

پس یہ ہو سکتا ہے کہ میرے الفاظ میں کوئی تغیّر ہو گیا ہو۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف میں ایسے الفاظ کثرت سے موجود ہیں جو میں نے لکھے ہیں مولنٰنا یہ تو فرمائیے سچ ہے یا نہیں؟

میرے پیارے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت کی دلیل میں منہاج نبوت کو پیش کیا کرتے تھے یا نہیں۔ اگر آپ نبی نہیں تھے تو منہاج نبوت کو اپنی صداقت کو پرکھنے کے لئے کیوں پیش کیا کرتے تھے۔ یہ ذرا سوچنے کا مقام ہے۔ اگر میرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں تھے۔ تو آپ لوگوں کو کیوں یہ کہا کرتے تھے کہ جو معیار تمہارے پاس پہلے نبیوں کے پرکھنے کا ہے۔ اُسی معیار سے میری نبوت کو پرکھو۔ اگر پھر میری نبوت ثابت نہ ہو تو پھر تم مجھے جھٹلاؤ۔ اے نادانو! میرے لئے آسمان نے بھی شہادت دی۔ مگر تم نے پھر بھی میری تکذیب ہی کی دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں میں خدا کا ہوں۔ اور اسی کا بھیجا ہوا ہوں میری تکذیب نہ کرو۔ یہ تمہاری لڑائی مجھ سے نہیں ہے بلکہ یہ تمہاری لڑائی خدا سے ہی ہوگی۔ اگر تم باز نہ آؤ گے تو پھر تم یاد رکھو کہ تم خدا سے جنگ کرنے والے ٹھہرو گے۔ اور وہی میری طرف سے تمہارے ساتھ جنگ کرے گا۔ اور تم اسے تھکا نہیں سکو گے

پس تم میری تکذیب سے باز آ جاؤ۔ میری تکذیب کرنی چھوڑ دو۔ تو کیا آپ ذرا سوچو تو سہی۔ ایسی تحدی پہلے بھی کسی غیر نبی نے کی ہے۔ جیسی تحدی میرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دشمنوں پہ حجت کے رنگ میں کی ہے۔

مولنٰنا! مجھے یہ بھی تو بتائیں۔ کسی غیر نبی نے پہلے بھی منہاج نبوت کو اپنی صداقت کے منوانے کے لئے لوگوں کو للکارا ہے۔ مجھے آپ کسی ایک ہی کی مثال پیش کر کے تو دکھلائیں۔

مولنٰنا! میں عالم نہیں ہوں۔ آپ مجھے جانتے ہیں ان پڑھ ہوں۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں سچائی سے ہی محبت رکھتا ہوں۔ اور اپنی غربت اور بے بسی سے کبھی بھی نہیں گھبرایا۔ اور جو بات سچی سمجھی وہ کسی وجہ سے چھوڑی نہیں۔ اور کسی سے ڈرا نہیں ہوں۔ آپ کو یہ یاد ہو گا۔ آپ نے میری تبدیلی ٹلونڈی جھنگلاں میں کی تھی۔ میں نے آپ کو لکھا تھا کہ آپ کی ملازمت پر تھوکتا بھی نہیں ہوں جب چاہو الگ کر دو۔ نہ میں آپ سے ڈرتا ہوں۔ میں اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ ٹوکری کی محنت سے بھروں گا۔ مگر قادیان کو نہ چھوڑونگا آپ تو میری مستقل مزاجی اور پکی رائے کے واقف ہی ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو اپنی رائے نہیں بیچی۔ اور نہ کسی سے ڈر کر اپنی رائے چھوڑی۔ میں وہی شیخ اسمٰعیل سرساوی ہوں۔ میری جو رائے اس وقت تھی وہی اب بھی رائے ہے پس سمجھ کر مجھے بتائیں۔ جو میں نے دریافت کیا ہے

(باقی آئندہ)

نوٹ:۔ آپ ذرا سوچیں تو سہی آپ کس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہ تو ہمارا وہی محمود ہے۔ جس کی آمین ہوئی تھی۔ اور اس آمین کی یادگار آمین لکھی گئی تھی۔ آپ اسے پڑھیں اس میں کیا کیا لکھا ہوا ہے۔ پس آپ کی مخالفت بے جا ہے آپ کو اس مخالفت سے اجتناب کرنا چاہئے۔

آپ کا خیر خواہ:۔ شیخ اسمٰعیل سرساوی۔ قادیان دار الامان

(بقیہ وصیتیں)

وصیت نمبر ۴۷۱۳

میں عبد العزیز ولد میاں سلطان محمود قوم شیخ گلوں پیشہ دوکانداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۲۵ دسمبر ۱۹۰۷ء ساکن اوکاڑہ ڈاکخانہ خاص تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے

(۱) حصہ اسٹیشن واقعہ اوکاڑہ جس کا حدود اربعہ یہ ہے

جانب غرب چمڑا منڈی لودی جیوا باقی ہر سہ جانب سفید ملکیتی برادرم شیخ محمد صدیق صاحب احمدی رئیس اوکاڑہ ہے۔ اس جائیداد کی نصف حصے کا مظہر مالک ہوں۔ اور دیگر نصف حصے کا برادرم شیخ خیر الدین صاحب ہیں۔ نصف حصہ مظہر کی قیمت اندازاً تین ہزار روپیہ ہے۔

(۳) ایک ٹکڑا زمین سفید ۸ مرلہ ۷ سرسائی واقعہ بلاک اوکاڑہ قیمت تیرہ صد روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ دس ہزار روپیہ کے قریب قرضہ جات بھی ہیں جو مظہر نے بشراکت برادرم فیروز الدین وصول کرنے ہیں۔ اس رقم میں سے جو رقم وصول ہو۔ وہ جائیداد مظہر تصور ہوگی

محررہ شیخ بشیر احمد ایڈوکیٹ لاہور۔

اس کے علاوہ دس ہزار روپیہ کے قریب سرمایہ رکھا ہے جسکی آمد اندازاً سو روپیہ ماہوار ہے۔ مظہر کے ذمہ اپنی بیوی کے حق مہر کا دو ہزار روپیہ قرضہ واجب الادا ہے۔ مظہر اپنی جائیداد کی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہے۔ جو بعد وضع رقم حق مہر جو اس وقت واجب الادا ہو شمار ہوگی۔ اپنی آمد کے دسویں حصے کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہے۔ جو تا زیست مظہر ادا کرتا جائیگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی لہذا یہ سطور بطور وصیت لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے ۳۶/۱/۳

العبد: عبد العزیز بقلم خود۔

گواہ شد: شیخ مشتاق حسین کنٹریکٹر لاہور

گواہ شد: بشیر احمد ایڈوکیٹ لاہور۔

نمبر ۷۶۸۱

منکہ حلیمہ بیگم یوسفیہ زوجہ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ قوم صدیقی عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج یکم جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیدات زیورات طلائی ہیں جنکی قیمت اندازاً چھ صد روپیہ ہے۔ اور حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ کا ہے جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ جو رقم یا جائیداد متروکہ ہوگی۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ جو رقم بھی میں زندگی میں ادا کر دوں وہ اس رقم میں سے مجرا تصور ہوگی۔ اس کے علاوہ ۱۵/- ماہوار مجھے جیب خرچ ملتا ہے۔ جس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ العبد: حلیمہ بیگم یوسفیہ۔ گواہ شد: بشیر احمد ایڈوکیٹ لاہور خاوند موصیہ۔ گواہ شد: محمد سعید یوسف محررہ شیخ بشیر احمد ایڈوکیٹ لاہور۔

نمبر ۷۳۳۳

منکہ محمودہ سلطانہ زوجہ شیخ محمد حسن صاحب قوم شیخ قانون گو عمر ۱۸ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لائل پور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج یکم جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا زیور اس وقت حسب ذیل ہے۔ چندن ہار۔ گلوبند نیکلس ہار۔ جیبی لاکٹ۔ چار جوڑی کلپ۔ آٹھ جوڑی کانٹے بندی۔ لچھی پاؤں ایک جوڑہ۔ آٹھ عدد کنگیاں۔ دو کڑے۔ گھڑی چوڑی ۲ عدد۔ گھڑی مع زنجیر آٹھ عدد۔ انگوٹھیاں ساڑی پن۔ یہ تمام زیورات طلائی ہیں۔ اور ان کی قیمت اندازاً پانچ ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ دو ہزار روپیہ حق مہر کا ہے۔ جو میرے خاوند نے ادا کر دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی تین ہزار روپیہ کا عطیہ ہے۔ جو پانچ ہزار روپیہ فرم شیخ محمد حسن مولا بخش آڑھتیاں غلہ منڈی لائلپور میں بطور حصہ دار فرم میں نے بطور سرمایہ لگایا۔ اور جو اب منافع شامل کرکے بارہ ہزار روپیہ کے قریب ہو چکا ہے۔ اس تمام جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ بوقت وفات جو اللہ رقم یا جائیداد میری ملکیتی ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ لہذا یہ سطور بطور وصیت لکھ دیتی ہوں کہ سند رہے۔ العبد: محمودہ سلطانہ بقلم خود گواہ شد محمد حسن خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد شیخ مشتاق حسین کنٹریکٹر لاہور۔ گواہ شد۔ عبد العزیز بقلم خود۔

نمبر ۷۰۹ ۷

منکہ حکیم دین محمد احمدی ولد شیخ برکت علی خانصاحب مرحوم قوم ککے زئی افغان پیشہ ملازمت عمر تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء حال ساکن قادیان دار الامان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱ جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری مفصلہ ذیل جائیداد غیر منقولہ قادیان دار الامان میں ہے ایک مکان سکنی واقعہ محلہ دار الفضل شرقی مالیت قریباً چار ہزار روپیہ (۲) قطعہ زمین سفید ۱۰ مرلہ ۳ سرسائی واقعہ خسرہ نمبر ا بر لب سڑک ریلوے روڈ محلہ دار الفضل شرقی مالیت موجودہ پانچ صد روپیہ۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک میر وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمدنی تنخواہ پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ ۲۲۵ روپے ہے۔ میں انشاء اللہ اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اس آمد میں رقم کٹوتی جی پی فنڈ شامل ہے۔ اس لئے اس کی ادائیگی ۱/۱۰ حصہ تنخواہ شامل ہے۔ بیشک میری جمع جی پی فنڈ میں قریباً تین ہزار روپیہ ہے میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ مگر اس کے علاوہ جو رقم جی۔ پی فنڈ میں جمع ہو اس پر یہ شرط عاید نہ ہوگی۔ کیونکہ پوری تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ جو جائیداد میری وفات پر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی اگر میں اپنی حین حیات میں حصہ وصیت کل جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرکے رسید حاصل کر لوں تو بعد وفات ادا کردہ رقم وصیت میں محسوب ہو جائے۔ فقط

العبد: حکیم دین محمد احمدی بقلم خود گواہ شد بشیر احمد ایم۔ اے دفتر اے جی۔ پی بلوچستان کوئٹہ ۳۷/۱/۱۰

گواہ شد: مختار احمد قائمقام امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔

گواہ شد عبد اللہ خان بقلم خود سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کوئٹہ مورخہ ۳۷/۱/۱۰